اردو اخبارات اور صحافتی زبان

روزنامہ جنگ، نوائے وقت، خبریں اور نیا اخبار کی زبان کا ایک تنقیدی جائزہ

شہزاد علی*

Abstract

In this research article, the journalistic language of four Urdu News papers i.e. daily Jang, Nawa-e-waqt, Khabrain and Naya Akhbar of Multan city have been discussed / analyzed objectively and critically. Thus total no. of 3378 news items were analyzed in order to evaluate public / uncivilized and English worded based news items, of which total number of popular worded news items were 217, while English worded News items were 486. According to the findings of this research paper, the journalistic "Language of Niya Akhbar" was not up to the mark. Similarly, the journalistic language of Khabrain was up to the mark to some extent, as compared to Naya Akhbar. While on the other hand, the language used by Daily Jang Multan was better as compared to the rest of the Newspapers. In the last portion of the research article, valuable suggestions have been described.

تعارف

اردو زبان کے متعلق ایک مستند رائے یہ ہے کہ یہ ایک لشکری زبان ہے۔اردو زبان میں پنجابی ،سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی، براہوی، فارسی عربی، ترکی، ہندی سنسکرت اور انگریزی زبان کے الفاظ کی آمیزش ہے۔عصر حاضر کے اردو اخبارات کی صحافتی زبان میں بھی مقامی، علاقائی اور بین الاقوامی زبانوں کے اثرات محسوس کیئے جا سکتے ہیں۔ نیز موجودہ دور کی اردو صحافتی زبان میں عوامیت، عامیانہ اور بازاری پن کا بھی شائبہ گزرتا ہے۔زیر نظر تحقیقی مضمون میں ملتان سے شائع ہونے والے چار روزناموں جنگ، نوائے وقت، خبریں اور نیا اخبار کی صحافتی زبان کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔اس ضمن میں اردو صحافتی زبان کی جن خبروں میں عوامی، غیر معیاری اور انگلش زبان کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اس رجحان کا کیفی اور مقداری طریقہ ہائے تحقیق کو استعمال کر کے جائزہ پیش کیا گیا ہے۔اس سلسلہ میں (2003 میں شائع ہونے والے اخبارات)120 اخبارات کے صفحہ اول کا انتخاب اتفاقی نمونہ بندی کے طریقہ سے کیا گیا۔

* لیکچرار، شعبہ ابلاغیات، زکریا یونیورسٹی ملتان، پاکستان۔

زیرِ نظر تحقیقی مضمون کو بنیادی طور پر دو حصوں میں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ حصہ اول میں زبان سے کیا مراد ہے، صحافتی زبان کی خصوصیات اور متعلقہ مواد کا جائزہ پیش کیا گیا حصہ دوئم میں مقصد تحقیق، طریقہ تحقیق، اور ابلاغی مطعیات کا تجزیہ پیش کیا گیا نیز حاصل بحث اور تجاویز بھی پیش کی گئیں۔

حصہ اوّل:

زبان کو انگلش میں language کہا جاتا ہے اور یہ لاطینی لفظ Lingua سے ماخوذ ہے اس کا ایک مفہوم Tongue یعنی زبان کیلئے جو کہ انسان کے منہ میں ہوتی ہے جس کی مدد کے بغیر الفاظ ادا نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف اس سے مراد زبان یعنی Language ہے۔(۱)

ماہرین کا یہ خیال ہے کہ زبان انسان کی سب سے بڑی ایجاد ہے زبان اس وقت وجود میں آئی جب انسان نے ارتقاء پذیر ذہنی قوت سے کام لیا۔(2)۔ ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا میں اس ضمن میں کہا گیا ہے کہ زبان انسانی مکالمہ ہے جو کہ تحریری اور تقریری دونوں صورتوں میں ہوسکتی ہے اور زبان ایک فرد سے دوسرے فرد تک احساسات، خیالات وجذبات ترسیل کرنے کا سب سے مُوثر وسیلہ ہے۔(۳)

برنارڈ بلاک اور جاج ایل ٹریگر نے زبان کی جو تعریف پیش کی ہے اس تعریف کو ایک عام رائے کے مطابق سب سے مستند اور جامع خیال کیا جاتا ہے زبان خود اختیار کردہ صوتی علامت کا ایک ایسا نظام ہے جس کی مدد سے کسی سماجی گروہ کے افراد آپس میں تعاون کرتے ہیں۔(۴)

احتشام حسین کے مطابق انسانی سرگرمیوں کا انحصار زبان پر ہے اس کی ترسیل کے بغیر انسانی ترقی ممکن نہیں تھی اس کی ترسیل کے بغیر نہ تو سائنس ہے نہ مذہب نہ ادب نہ فن نہ سیاست نہ کاروبار اور نہ صحافت ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ ابتدائی انسانوں کو جب مادی چیزوں کے وجود کا علم ہوا تو ان چیزوں کو اپنے ذہن اور علم میں قید کر لینے کی خواہش میں اس نے قوت گویائی سے کام لیا ہے اس لئے زبان انسان کے ہر عمل سے وابستہ ہوتی گئی۔(۵)

زندگی کے تمام معاملات کی انجام دہی میں زبان بنیادی اور اہم ترین کردار ادا کرتی ہے۔ ڈاکٹر مہدی حسن کے مطابق فرد اپنے احساسات، تاثرات، خیالات اور تجربات کو زبان کی مدد سے دوسروں تک پہنچاتے ہیں، دراصل زبان ابلاغ کا سب سے بڑا وسیلہ ہے اور ذرائع ابلاغ میں زبان ہی کو بہترین کردار سرانجام دینا پڑتا ہے۔(٦)

پروفیسر خلیل صدیقی کے مطابق زبان بنی بنائی صورت میں انسان کو نہیں ملی بلکہ وہ انسان کی سالہا سال کی تجرباتی کاوشوں سے وجود میں آنے والی روایت کے نسل در نسل منتقل اور تبدیل ہوتے رہنے کا نتیجہ ہے زبان کی

حیثیت ایک عمل پیہم کی ہے۔(۷) ماہرین ابلاغیات نے زبان کے درج ذیل چھ اہم استعمالات بیان کئے ہیں۔(۸)

1: زبان اطلاع فراہم کرتی ہے

2: زبان ترغیب کا ذریعہ ہے

3: زبان تفریح پہنچانے کا ذریعہ ہے

4: زبان کی مدد سے دوسروں کو تکلیف دی جاسکتی ہے

5: زبان عمل کا متبادل ہے

6: زبان مغالطہ آرائی کرتی ہے

زبان کی اقسام

عصر حاضر میں زبان ابلاغ کے عمل کو مکمل کرنے کیلئے مختلف ناموں سے استعمال کی جاتی ہے نیز مختلف علوم اور مضامین میں زبان کا استعمال مختلف انداز میں کیا جاتا ہے مثال کے طور پر جو زبان روزمرہ کی بول چال میں استعمال کی جاتی ہے وہی انداز سائنسی علوم میں اختیار نہیں کیا جاسکتا ہے اسی طرح صحافت اور ادب میں زبان کا استعمال قدرے جدا جدا ہے۔ ماہرین لسانیات زبان کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔(۹)

1: روزمرہ بول چال کی زبان

2: علمی زبان

3: سائنسی زبان

4: صحافتی زبان

- اس تحقیقی مضمون کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اردو اخبارات کی صحافتی زبان کا کیفی اور مقداری طریقہ تحقیق کو بروئے کار لا کر تنقیدی انداز میں جائزہ لینا ہے اس تناظر میں یہ بھی دیکھنا ہے کہ عوامی زبان نے صحافتی زبان کو کس حد تک متاثر کیا ہے۔
- اس تحقیقی مقالہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ علاقائی زبانوں یعنی پنجابی اور سرائیکی وغیرہ نے اردو اخبارات کی زبان پر جو اثرت مرتب کئے ہیں ان اثرات کا بھی تنقیدی جائزہ پیش کیا جائے۔
- عصر حاضر میں انگلش زبان کے الفاظ کی آمیزش اردو اخبارات کی صحافتی زبان میں دیکھی جاسکتی ہے اس

تحقیقی مضمون میں اس عنصر کا بھی جائزہ پیش کیا جائیگا، تاہم اس سے قبل تحقیقی مضمون کے اس حصہ میں عوامی اور صحافتی زبان کی عملی تعریفیں اور خصوصیات پیش کرنا ضروری ہیں تا کہ ان خصوصیات کی روشنی میں اردو اخبارات کی زبان و بیان کا تنقیدی جائزہ پیش کیا جا سکے۔

عوامی زبان:

لوگوں سے بات چیت کرتے ہوئے ہم جو زبان استعمال کرتے ہیں اسے روزمرہ کی زبان کہتے ہیں پڑھے لکھے اور ان پڑھ افراد گفت وشنید کے لئے اسی زبان کا سہارا لیتے ہیں۔ زبان کی دوسری اقسام روزمرہ کی زبان سے وجود میں آئی ہے (۱۰) اس کے علاوہ اس سے مراد وہ زبان ہے جو عوام الناس اپنی روزمرہ زندگی میں استعمال کرتے ہیں عوامی زبان کسی بھی معاشرے کی نمائندگی اور عکاسی کرتی ہے۔ (۱۱) عوامی زبان کی درج ذیل خصوصیات ہیں (۱۲)

☆ عوامی زبان میں سادگی اور بے تکلفی پائی جاتی ہے۔
☆ عوامی زبان میں رمز و کنایہ سے کام لیا جاتا ہے، بہت سے باتیں اشاروں کنائیوں میں کہہ دی جاتی ہیں۔
☆ روزمرہ زبان میں پیچیدہ اور مشکل الفاظ استعمال نہیں کئے جاتے ہیں۔
☆ عوامی زبان میں مبالغہ آمیزی سے کام لیا جاتا ہے عام لوگ مبالغہ آمیزی واقعات کو دلچسپ بیان کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔
☆ اس زبان کا مخصوص دائرہ کار ہوتا ہے۔ اس کی مدد سے تھوڑے افراد تک ابلاغ کیا جاتا ہے۔
☆ روزمرہ کی زبان میں عامیانہ پن پایا جاتا ہے بات چیت کے دوران جملوں کی ترتیب اور ربط کو مدنظر نہیں رکھا جاتا ہے
☆ اس میں لمبے جملوں کو مختصر اور مختصر جملوں کو طویل کر دیا جاتا ہے۔
☆ یہ زبان قواعد سے مبرا ہوتی ہے
☆ اس زبان کیلئے کسی خاص مہارت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے کیونکہ ہر شخص اپنی مادری زبان سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے اور بغیر کسی دقت کے اپنی زبان بول سکتا ہے

عطش درانی اپنے مضمون ابلاغ میں زبان کے کردار میں رقمطراز ہیں "عوامی زبان میں بے ساختگی پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے زبان میں عامیانہ پن پیدا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات فحش باتوں اور پھکڑ بازی سے بھر

پور ہوتی ہے اور تہذیب وشائستگی کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے"۔(۱۳)

صحافتی زبان کی خصوصیات

مختلف ماہرین ابلاغیات نے صحافتی زبان کے بارے میں درج ذیل آراء کا اظہار کیا ہے پروفیسر ڈاکٹر مسکین علی حجازی کے مطابق صحافتی تحریروں میں غیرضروری اورزائد الفاظ سے احتراز کیا جانا چاہیئے ۔اس کے علاوہ صحافتی زبان میں پیچیدہ اور طویل جملوں کے استعمال سے احتراز کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ انداز ابلاغ کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں اوران کو پڑھنے اور بولنے میں دقت پیش آتی ہے ۔(۱۴) کیلی فورنیا سٹیٹ یونیورسٹی سے وابستہ راجر ایل والٹرز نے صحافیوں کواس ضمن میں یہ تجاویز پیش کی ہیں(۱۵)

۱۔ قواعد وضوابط کے اعتبار سے زبان کا صحیح استعمال کیا جائے

۲۔ جہاں تک ممکن ہو عام فہم ذخیرہ الفاظ کا استعمال کیا جائے

۳۔ خبر لکھتے وقت کوشش کی جائے کہ فعل مجہول کی بجائے فعل معروف کے انداز کو اپنایا جائے

۴۔ الفاظ وخیالات کی تکرار سے پرہیز کیا جائے۔

۵۔ آخر میں راجر والٹرز صحافتی زبان کے لیے یہ سنہری اصول پیش کیا کہ سادگی بیان تحریر کا خاصہ ہونا چاہیے اور منفی انداز تحریر کی بجائے مثبت طریقہ کواختیار کیا جائے۔

ماہرین ابلاغیات Jan. R. Hake Mulder اور پی پی سنگھ کے مطابق کہ صحافتی زبان ایسی ہونی چاہیے جو شکوک وشبہات سے پاک ہو۔ واضح اور دوٹوک انداز میں بات پہنچائی جائے۔ نیز دقیق وثقیل زبان استعمال کرنے کی بجائے قارئین کے ذہنی پس منظر کو سامنے رکھ کر آسان عام فہم زبان استعمال کی جائے۔ سادگی اختصار وسلاست کو مدنظر رکھا جائے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ سادگی میں ہی خوبصورتی ہے اور اختصار ذہانت کی روح ہے۔(۱۶)

ایس سی بھٹ جن کا شمار تجربہ کار اورکہنہ مشق بھارتی صحافیوں میں ہوتا ہے۔ان کے نزدیک صحافتی زبان میں مکمل فقرات استعمال کیے جانے چاہیے۔فقرات کا آپس میں ربط ہونا چاہیے۔ غیر معروف الفاظ واصطلاحات کے استعمال سے احتراز کرنا چاہیے۔ بھٹ صاحب کے نزدیک صحافت میں طولِ کلام انداز تحریر کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔انداز تحریر ایسا ہونا چاہیے جیسا کہ دریا کو کوزے میں بند کیا جاتا ہے۔ عامیانہ اور پھکڑ پن سے احترز کیا جائے۔ عوام کے لیے لکھنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اخلاقیات کا دامن چھوڑ دیا جائے۔تہذیب وشائستگی تحریر کا خاصہ ہونا

چاہیے۔اخلاق سے گرے ہوئے عوامی الفاظ واصطلاحات کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔(۱۷)

امریکی ماہر ابلاغیات Clarence Hach کے مطابق موثر ابلاغ کے لیے ضروری لوازم یہ ہے کہ اخبار کے لیے ایسی زبان استعمال کی جائے جو سادہ آسان اور عام فہم ہو اس میں Four C's ہونے چاہیے۔

1. Clarity 2. Continuity 3. Coherence 4. Correct اس سے مراد یہ ہے کہ صحافتی زبان واضح ہو، تسلسل وروانی اس کا خاصہ ہو اور مربوط انداز اختیار کیا جائے۔(۱۸)

صحافتی زبان کے عمومی اصول:

صحافت سے وابستہ افراد اور ماہرین نے درج ذیل اصول صحافتی زبان کے لیے مرتب کیے ہیں۔ یہ اصول درج ذیل ہیں۔(۱۹)

- خبریت اور واقعیت صحافتی زبان کی بنیادیں ہیں۔
- مثالی صحافتی زبان ہر قسم کے ابہام اور بناوٹ سے پاک ہوتی ہے
- سلاست، واقعیت، معروضیت، اجتماعیت، سطحیت، اختصار، وضاحت، ہنگامی پن، معکوسیت او سنسنی خیزی صحافتی زبان کی معیاری خصوصیات ہیں۔
- ادبی اسلوب صحافت کے لیے عصر حاضر میں مناسب اور قابل قبول نہیں ہے۔ کیونکہ ادبی تحریریں موضوعی اور داخلی جبکہ صحافتی تحریر معروضی اور خارجی انداز کی حامل ہوتی ہیں۔
- صحافت میں گہرا علمی اسلوب کام میں نہیں آسکتا۔
- مثالی صحافتی زبان صرف انہی الفاظ اور اصطلاحات کو استعمال کرسکتی ہے۔ جو عام قاری کی سمجھ میں آتے ہیں۔
- صحافتی انداز میں قطعیت تو درکار ہے۔لیکن قول فصیل نہیں دیا جاتا۔
- صحافت کا بنیادی مقصد خبر ہے۔ قارئین کو ڈرانا یا امید دلانا نہیں ہے اس لیے الفاظ کے انتخاب میں احتیاط برتنی چاہیے۔

متعلقہ مواد کا جائزہ

اس موضوع کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، ماضی میں اس سلسلہ میں جتنا تحقیقی کام کیا گیا اس کا جائزہ لینے کے بعد محقق اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ زیادہ تر کام ہمسایہ ملک ہندوستان میں ہوا ہے۔ مثال کے طور پر دہلی یونیورسٹی کے سہیل وحید نے پروفیسر قمر رئیس کی زیر نگرانی ہندوستان کے اردو اخبارات کی زبان کا تنقیدی جائزہ اپنے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالہ میں پیش کیا ہے اس کے علاوہ شعبہ ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی کے سابق سربراہ پروفیسر ڈاکٹر مسکین علی حجازی نے صحافتی زبان کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے اس کتاب میں انہوں نے قدیم اور جدید اردو اخبارات کی صحافتی زبان کا موازنہ پیش کیا ہے۔ یہ بات انتہائی دلچسپ ہے کہ زیادہ تر تحقیقی کام صحافتی زبان کی بجائے اردو بطور ادبی زبان پر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر محی الدین قادری نے اردو کے اسالیب بیان پر تحقیقی کام کیا ہے اردو ساخت کے بنیادی عناصر کے عنوان سے نصیر احمد خان نے بھارت میں تحقیق کی ہے۔ علی گڑھ میں منظر عباس نقوی نے "اسلوبیاتی مطالعہ" کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ رام آسرے راز نے اپنی تحقیق کے ذریعے اردو ہندی کا لسانی رشتہ تلاش کرنے کی کاوش کی ہے۔ بمبئی میں عبدالستار نے اردو میں لسانیاتی تحقیق کے عنوان سے کام کیا ہے۔ بلجیت سنگھ نے اخبار نویسی کے ابتدائی اصول میں صحافتی زبان کا سرسری طور پر جائزہ پیش کیا۔

ابتدائی اردو اخبارات اور صحافتی زبان:

عتیق صدیقی کے مطابق برصغیر میں سب سے پہلا اردو ہفت روزہ اخبار جام جہاں نما 27 مارچ 1822 کو کلکتہ سے شائع ہونا شروع ہوا۔ چونکہ اس وقت فارسی سرکاری زبان تھی اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی دفتری زبان فارسی تھی اس لیے یہ اخبار اردو میں مقبولیت حاصل نہ کر سکا اور دوبارہ فارسی کی پناہ میں چلا گیا۔(20)

23 مارچ 1828 کو جام جہاں نما کے مدیر نے اردو میں اس کی اشاعت بند کرنے کا اعلان کرتے ہوئے لکھا

"قدرشناس (انگریز) جن کی کرم گستری سے اس کاغذ نے رونق پائی۔ اردو عبارت سے ذوق نہیں رکھتے اور اہل ہند (اردو) جنہوں کی زبان ہے فارسی تحریر چاہتے ہیں۔"(21)

1830ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے فارسی کی جگہ اردو کو سرکاری زبان قرار دیا۔ 1837 میں دہلی سے "دہلی اردو" اخبار شروع ہوا۔ جسے اردو کا مکمل اور معیاری اخبار تسلیم کیا جاتا ہے۔

تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس دور کے اخبارات پر فارسی کے اثرات کافی نمایاں تھے۔مثال کے طور پر بمبئی کے اخبار کشف الاخبار نے اپنے چھ سال مکمل ہونے کا یوں ذکر کیا (یادر ہے کہ یہ اخبار 1848 کے بعد بمبئی سے جاری ہوا اس کے مدیر منشی امان علی لکھنوی تھے)۔(22)

"حمد و سپاس بے نہایت ثناء و ستائش بے غایت اس جناب احادیث قادر کریم خالق و رازق و رحیم کو سزا وار ہے۔۔۔حضرت عالی درجات ناظرین وعزو تمکین وقدر دانوں کی دستگیری فیض رسائی سے صحیفہ کشف الاخبار کی جلد ششم بخیر وسعادت تمام ہوئی۔(23)

لکھنو سے 1857 تک جو اخبارات جاری ہوئے ان کی زبان و بیان پر شعریت کا گمان ہوتا تھا۔مقفی و مسجع انداز اختیار کیا جاتا تھا۔زبان میں فارسی اور عربی الفاظ کی آمیزش بھی دیکھی جاسکتی تھی۔مثال کے طور پر طلسم لکھنو کی یہ خبر جو منظوم انداز میں لکھی گئی ہے ملاحظہ کیجیے

لکھنو میں سنیچر آیا ہے　　　　چوروں نے ہنگامہ مچایا ہے
جوسانحہ ہے عجائب ہے　　　　آنکھ جھپکی پگڑی غائب ہے۔ (24)

ابتدائی دور کے اردو اخبارات کے ناموں پر بھی فارسی اور عربی کے اثرات نمایاں تھے۔مثلاً سراج الاخبار، سیدالاخبار، ،کریم الاخبار، اسعدالاخبار، معیارالشعراء، قطب الاخبار، مفتاح الاخبار، مطلع الاخبار، اخبارالحقائق، مفیدالاخلائق، قران السعدین اور فوائدالناظرین وغیرہ(25)

اس دور کے اخبارات کی زبان ادبی نوعیت کی ہوا کرتی تھی کیونکہ اس زمانہ میں صحافت اور ادب میں کوئی فرق نہیں تھا۔مثال کے طور پر 23 مارچ 1857 کو صادق الاخبار میں درج ذیل خبر شائع ہوئی۔

"اخلاق ناصری ایک کتاب ہے حاوی فوائد بے حساب اور ایک نسخہ ہے۔محتوی منافع بے شمار یہ چند عوام کالا نام کورسوادی سے نہیں سمجھتے مگر نظراں بلند وبینش اوس کی قدر پہچانتے ہیں"(26)

پنجاب کے اردو اخبارات کی صحافتی زبان

پنجاب سے جاری ہونے والا پہلا اخبار کوہ نور تھا۔ یہ اخبار 1850 میں منشی ہرسکھ رائے نے لاہور سے جاری کیا۔فقیر سراج الدین نامی صحافی نے دریائے نور جاری کیا۔ملتان میں منشی مہدی حسن کی زیر ادارت ریاض نور 1852 میں جاری ہوا گوجرانوالہ سے پہلا اردو اخبار۔" گلزار پنجاب" گنڈا مل نے جاری کیا (27) سوم آنند

کے مطابق اس دور کے پنجاب کے اخبارات کی زبان نسبتاً آسان اور سادہ تھی اگر چہ عربی اور فارسی کا رنگ قدرے نمایاں تھا۔لیکن اتنا نہیں جتنا کہ دِلی کے اخبارات پر،لکھنو کے اخبارات کی طرح پنجاب کے صحافتی زبان مقفی ور مسجع نہیں ہے بلکہ سیدھی سادھی جس کا طرہ امتیاز ایجاز واختصار تھا(28)

المختصر یہ کہا جاسکتا ہے بعد میں آنے والے دور میں سرسید احمد خان،مولانا الطاف حسین حالی،مرزا غالب اور مولوی عبدالحق کی کاوشوں کی بدولت ارواخبارات کی زبان قدرے سادہ اور آسان ہوگئی سادگی بیان اور عام فہم الفاظ کے استعمال پر زور دیا گیا۔لیکن یہ خامی محسوس کی گئی کہ انگریز کے برسر اقتدار آنے کی وجہ سے جب دفتری زبان انگلش کوقرار دے دیا گیا۔تو اس دور کے تعلیم یافتہ افراد نے اردو کے ساتھ انگلش الفاظ کی آمیزش کر دی۔اس مہم میں سرسید احمد خان پیش پیش تھے۔

بہر کیف 1857 کی جنگ آزادی کے بعد اور قیام پاکستان تک، جدوجہد آزادی کے دوران مولانا ظفر علی خان،مولانا محمد علی جوہر،مولانا حسرت موہانی،مولانا عبدالکلام آزاد اور دوسرے بے شمار صحافیوں نے اپنی تحریروں میں ایسی زبان استعمال کی جس نے مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔مختصر ترین الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ زمیندار،ستارہ صبح، ہمدرد، اردوئے معلیٰ، الہلال، البلاغ، سیاست،منشور، پیام،اور دوسرے اخبارات کی زبان میں جذباتیت کا عنصر دیکھا جاسکتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد لاہور اور کراچی اردو صحافت کے بڑے مراکز بنے۔آجکل پاکستان کے سب سے زیادہ شائع ہونے والے اخبارات میں روزنامہ جنگ،نوائے وقت،خبریں، پاکستان،دن،اوصاف، ایکسپریس، وغیرہ شامل ہیں۔ایک تحقیق کے مطابق 1958 تک پاکستان میں شائع ہونے والے اخبارات وجرائد کی کل تعداد 1106 تھی جن میں روزناموں کی تعداد 103 تھی(29) جبکہ 1991 کے اعداد وشمار کے مطابق پاکستان میں اخبارات و جرائد کی کل تعداد 2204 تھی۔ جس میں روزنامہ اخبارات کی تعداد 273 تک پہنچ چکی ہے۔(30) آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کے مطابق پاکستان میں اخبارات کی کل اشاعت 15 لاکھ روزانہ ہے۔جبکہ 14 کاپیاں فی ہزار آبادی کے لئے موجود ہیں۔ایک اندازہ کے مطابق پاکستان میں ایک اخبار کو 60 افراد پڑھتے ہیں۔(31)

عصر حاضر کے اردو اخبارات کی زبان کا تنقیدی جائزہ

یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ اردو اخبارات میں کام کرنے والے صحافی انگریزی ذرائع سے موصول شدہ خبروں کا ترجمہ کرتے وقت بعض انگریزی الفاظ کو بعینہ اردو میں استعمال کرتے ہیں جبکہ اس کے آسان اردو مترادف موجود ہوتے ہیں۔ مثلا پبلک سیکٹر، کورٹ فیس، ایڈوانس جبکہ ان کے اردو مترادف آسان اور روزمرہ استعمال میں آتے ہیں۔ مثلا سرکاری شعبہ۔ عدالتی فیس، پیشگی وغیرہ۔ (اس تحقیقی مضمون میں آگے چل کر ایسے انگریزی الفاظ کی فہرست تیار کی گئی ہے جن کے متبادل آسان اردو میں دستیاب ہیں)۔

بہرکیف ایسے انگلش الفاظ استعمال کرنے میں کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے مترادف موجود نہیں۔ یا جن کا چلن عام ہو چکا ہے۔ مثلاً سکول۔ فائل۔ ممبر وغیرہ۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض تراکیب اردو میں اس طرح مستعمل ہو گئی ہیں جن میں سے ایک لفظ انگریزی کا ہوتا ہے انہیں صحیح طریقہ سے لکھنا ضروری ہوتا ہے مثال کے طور پر فزیکل معائنہ (طبی معائنہ)، ووٹ شماری (رائے شماری) ڈائریکٹر تعلیم (ناظم تعلیم)، سپلائی مرکز (مرکز رسد) وغیرہ۔(32)

گلوبل لائزیشن (عالمگیریت) کی وجہ سے اب بے شمار انگریزی کے الفاظ اردو صحافت میں وجہ بے وجہ استعمال ہوتے ہیں جو قابل ستائش بات نہیں ہے۔ سید احمد دہلوی کی فرہنگ کا مطالعہ کرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ ان کی فرہنگ کے کل الفاظ 54009 میں انگریزی کے الفاظ 500 تھے جبکہ ہندی کے 21644، عربی کے 7586 فارسی 6041 جبکہ اردو یعنی فارسی وغیرہ سے ملکر بنے ہوئے 17505 الفاظ تھے۔(33)

موجودہ دور میں ان انگریزی الفاظ کی تعداد ہزاروں میں پہنچ چکی ہے۔ جو آج کل اردو اخبارات میں استعمال ہو رہے ہیں۔ ہمیں یہ حقیقت نہیں بھولنی چاہیے کہ آج سے ڈیڑھ سو سال قبل فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں ہندوستانی شعبہ کے سربراہ ڈاکٹر گل کرسٹ نے اردو کے متعلق کہا تھا کہ یہاں ہر شخص کے لیے اردو کا جاننا ایسا ہی ناگزیر ہے جیسا کہ انگلستان والوں کے لیے انگریزی کا جاننا۔۔۔۔۔۔ یہ ہندوستان کی سب سے عام فہم زبان ہے اور یہاں کے لوگ اپنا مفہوم اسی زبان میں ادا کرتے ہیں۔ (۳۴)

ضرورت اس امر کی ہے کہ انگریزی کے صرف وہ الفاظ استعمال کیے جائیں۔ جن کے بغیر گزارہ ناممکن ہے۔ مثلا مغربی محاورات اور سائنسی اصطلاحات کی حد تک تو انگریزی کا استعمال قابل قبول ہوتا ہے۔ بصورت دیگر اردو زبان کا حسن تباہ و برباد نہ کیا جائے۔

دنیا بھر میں بولی جانے والی زبانوں میں شاید ہی کوئی ایسی ہو جس میں غیر زبان کے الفاظ شامل نہ ہوں۔ اس کی وجہ فاتح اقوام کی زبان اور ثقافت کا مفتوحین پر اثر انداز ہونا ہے۔ "اردو پر انگریزی کے اثرات سے متعلق" ڈاکٹر رؤف پاریکھ کی تحقیق کے

مطابق انگریزی میں ایک سوبیس (120) زبانوں کے الفاظ اپنا وجود رکھتے ہیں (36) ان میں سے عربی، فارسی، اردو، عبرانی، اطالوی، پرتگالی اور روسی زبان کے الفاظ کے علاوہ ایسی زبانوں کے الفاظ بھی شامل ہیں جن کے انگریزی میں شمولیت کا امکان بظاہر بعید از قیاس لگتا ہے مثال کے طور پر جاپانی، پولش، اور سہنالی حتی کہ تبّتی زبان کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ (37)

بہر کیف اردو زبان میں انگلش الفاظ کے استعمال کے علاوہ یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ اردو اخبارات میں پنجابی اور سرائیکی کے متعدد الفاظ استعمال کیئے جا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر لاکھوں کا ٹیکا۔ نکا تھانیدار، پھڈا۔ تتلیوں دا رقص۔ جہاز کی لینڈنگ 'نشئی کے لئے لفظ جہاز ر پائیلٹ کا استعمال، وختہ، عوام رل گئی۔ وغیرہ۔ بظاہر یو ں معلوم ہوتا ہے کہ بول چال کی عوامی زبان، اردو اخبارات کی صحافتی زبان کو متاثر کرتی نظر آتی ہے۔

پروفیسر مسعود حسین کے مطابق دنیا کی ہر ترقی یافتہ زبان کی تہہ میں کوئی نہ کوئی بولی ہوتی ہے۔ جس سے وہ تا زہ خون حاصل کرتی رہتی ہے۔ انگریزی کی اساس لندن کی نواح کی بولی پر قائم ہے۔۔۔۔۔۔ موجودہ ہندی اردو کی بنیاد کھڑی بولی پر قائم ہے یہ اور بات ہے کہ قدیم اردو کا جھکاؤ بعض لحاظ سے ہریانوی زبان کی طرف رہا ہے۔ (38)

سہیل وحید کی تحقیق کے مطابق ہر خطہ کے اردو اخباروں میں ایک الگ قسم کی زبان نظر آتی ہے بعض دفعہ تو اردو اردو نہیں لگتی پنجاب کے اخباروں پر پنجابی اور پنجابیت حاوی نظر آئے گی حیدر آباد کے اخباروں میں دکن کی تہذیب وہاں کی مقامی بولی اور علاقائی زبان کے اثرات کے ساتھ ساتھ دوسری مقامی زبانوں کے الفاظ نظر آئیں گے۔ (۳۹)

عصر حاضر کے اردو اخبارات میں پنجابی، دوسری علاقائی زبانوں کی آمیزش نظر آتی ہے۔ عوامی زبان کے استعمال کی وجہ سے بعض اوقات غیر معیاری، عامیانہ پن اور پھکڑ بازی کا بھی شائبہ گزرتا ہے۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں ہے بقول حافظ شیرانی اردو پنجابی زبان کی مرہون منت ہے اور پنجابی اور اردو کا رشتہ ماں بیٹی کا ہے (۴۰)

لیکن اردو اخبارات میں کام کرنے والے صحافی اگر غیر معیاری عوامی الفاظ جو کہ بازاری اور عامیانہ پن کی جھلک دیتے ہوں، ایسے الفاظ کو استعمال کریں گے تو یہ اردو زبان وصحافت کی کوئی خدمت نہیں ہوگی۔

- صحافتی اردو کے نقائص میں ایک نقص مشکل اور نامانوس الفاظ کا استعمال ہے مثلاً ظلمت کدہ، چرخ، ببانگ دہل طاغوتی قوتیں، ازل وابد وغیرہ، اگر چہ ان الفاظ کا استعمال کم ہو چکا ہے۔ کیونکہ موجودہ دور کے اکثر صحافیوں کا تعلق شعبہ ادب سے نہیں ہے۔ جیسا کہ قیام پاکستان سے قبل تھا تاہم صحافی اس بات کو ضرور مدنظر رکھیں کہ ان کی تحر یریں عوام کے لیے ہوں چنانچہ آسان اور عام فہم زبان استعمال کی جائے۔

حصّہ دوئم:

مقصد تحقیق

زیر نظر تحقیقی کا مضمون کا بنیادی مقصد ملتان سے شائع ہونے والے چار اردو اخبارات روزنامہ جنگ، نوائے وقت، خبریں، اور نیا اخبار کی صحافتی زبان کا تنقیدی جائزہ لینا ہے۔ اور ان اخبارات کی صحافتی زبان کا تقابلی جائزہ پیش کرنا ہے۔

- اس تحقیق کا دوسرا مقصد اردو اخبارات میں استعمال ہونے والے پنجابی، انگریزی، اور دوسری مقامی زبانوں کے الفاظ کی نشاندہی کرنا ہے۔
- اس تحقیقی مضمون کے پیش نظر یہ مقصد بھی ہے کہ موجودہ دور کے اخبارات کی صحافتی زبان میں پنجابی اور انگریزی الفاظ کی آمیزش کی تبدیلی خوش آئند ہے۔ قابل تحسین ہے یا قابل اعتراض ہے؛ ماہرین لسانیات، ابلاغیات کے اساتذہ اور صحافت کے پیشہ سے وابستہ افراد کی آراء کی روشنی میں اس تبدیلی کا جائزہ پیش کرنا ہے۔
- ماہرین کی آراء کو مدنظر رکھتے ہوئے صحافتی زبان کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز مرتب کرنا بھی اس تحقیق کے پیش نظر ہے۔

طریقہ تحقیق

اس ضمن میں ملتان شہر سے شائع ہونے والے اخبار روزنامہ جنگ، نوائے وقت، خبریں، اور نیا اخبار کے مجمو

عی طور پر 120 اخبارات کا جائزہ لیا گیا۔اس سے مراد یہ ہے کہ ہر اخبار کے ۳۰ شمارے اتفاقی نمونہ بندی کے ذریعے منتخب کیے گئے۔اس سلسلہ میں سال 2003ء کا انتخاب کرنے کی بنیادی وجہ مجوزہ اخبارات کی باآسانی دستیابی تھی۔

- زیرِ نظر تحقیقی مضمون کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے کیفی اور مقداری طریقہ تحقیق کو استعمال کیا گیا۔علاوہ ازیں اس ضمن میں تجزیہ مشتملات کی مدد سے ان اخبارات کی صحافتی زبان میں استعمال ہونے والے عوامی اور انگلش الفاظ والی خبروں کے مقداری گوشوارے تیار کیے گئے۔
- مزید برآں سروے طریقہ تحقیق میں بالمشافہ گفتگو کے ذریعے ماہرین کی آراء حاصل کی گئی۔اس تحقیقی مضمون میں معلومات کے حصول کے لیے تاریخی اور بیانیہ طریقہ تحقیق سے بھی استفادہ کیا گیا۔

تجزیاتی اکائی

اس ضمن میں روزنامہ جنگ اور وقت،خبریں اور نیا اخبار کے صفحہ اول پر شائع ہونے والے خبروں کو بطور تجزیاتی اکائی منتخب کیا گیا۔سرخیوں اور خبروں میں استعمال ہونے والی زبان کا تنقیدی جائزہ لیا گیا۔

مفروضہ جات

زیرِ نظر تحقیق کی نوعیت و مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے پائلٹ سٹڈی کی مدد سے اور متعلقہ مواد کا جائزہ لینے کے بعد درج ذیل مفروجہ جات تشکیل دیے گئے

- شام کے وقت شائع ہونے والے اخبار (نیا اخبار) کی خبروں میں عوامی زبان کا استعمال رتناسب صبح کے وقت شائع ہونے والے اخبارات کی نسبت زیادہ ہوگا۔
- روزنامہ خبریں ملتان میں شائع ہونے والی خبروں میں عوامی والی خبروں کا تناسب نوائے وقت اور جنگ کی نسبت زیادہ ہوگا۔
- روزنامہ جنگ ملتان کے صفحہ اول پر شائع ہونے والی خبروں میں عوامی الفاظ والی خبروں کا تناسب دوسرے اخبارات کی نسبت نہ ہونے کے برابر ہوگا۔
- روزنامہ خبریں ملتان کے صفحہ اول پر شائع ہونے والی خبروں میں عوامی الفاظ والی اور انگلش خبروں کا تناسب روزنامہ نیا اخبار کی نسبت کم ہوگا۔
- روزنامہ جنگ میں انگلش الفاظ والی خبروں کا تناسب باقی اخبارات کی نسبت زیادہ ہوگا۔

جدول نمبرا

شام اور صبح کے اخبارات کی صحافتی زبان کا تقابلی جائزہ

انگلش الفاظ والی خبروں کی تعداد	عوامی الفاظ والی خبروں کی تعداد	کل خبریں	اخبار کا نام
74 9.41	118 15.1%	781	روزنامہ نیا اخبار ملتان (شام کا اخبار)
414 15.9%	99 3.8%	2597	نوائے وقت، جنگ، اور خبریں صبح کے اخبارات

جدول نمبرا کے اعداد و شمار سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شام کے اخبار نیا اخبار ملتان میں عوامی الفاظ والی خبروں کی تعداد 118 تھی جو کل خبروں 781 کا 15.1 فیصد بنتی ہے۔ یہ تناسب صبح کے تینوں اخبارات نوائے وقت، جنگ اور خبریں کی نسبت 11.3 فیصد زیادہ ہے۔ صبح کے اخبارات میں عوامی الفاظ والی خبروں 2597 کا 3.8 فیصد ہے۔ یہ گوشوارہ مفروضہ نمبرا کو درست ثابت کرتا ہے۔ جس میں یہ پیشن گوئی کی گئی تھی کہ شام کے اخبار میں عوامی الفاظ والی خبروں کی تعداد کا تناسب صبح کے اخبارات کی نسبتاً زیادہ ہوگا۔

جدول نمبر۲

روزنامہ خبریں،نوائے وقت،اور جنگ کی صحافتی زبان کا تقابلی جائزہ

اخبار کا نام	کل خبریں	عوامی الفاظ والی خبروں کی تعداد	انگلش الفاظ والی خبروں کی تعداد
روزنامہ خبریں ملتان	967	79 8.16%	87 8.99%
روزنامہ نوائے وقت ملتان	713	20 2.81%	103 14.4%
روزنامہ جنگ ملتان	917	صفر	224 24.4%

جدول نمبر۲ میں بیان کیے گئے حقائق سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مفروضہ نمبر۲ مکمل طور پر صحیح ثابت ہوا اس مفروضہ کے مطابق پیشن گوئی کی گئی تھی کہ روزنامہ خبریں ملتان میں عوامی الفاظ والی خبروں کا تناسب نوائے وقت اور جنگ سے زیادہ ہوگا۔

حقائق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ روزنامہ خبروں میں عوامی الفاظ والی خبروں کی تعداد 79 تھی۔ جو کہ 8.16% فیصد ہے۔نوائے وقت میں یہ تعداد 20 تھی۔ جو کہ 2.81% ہے۔جبکہ روزنامہ جنگ میں عوامی الفاظ والی خبروں کی تعداد صفر ہے۔

جدول نمبر۲ یہ حقیقت بھی ظاہر کرتا ہے کہ مفروضہ نمبر۳ میں کی گئی پیشن گوئی درست تھی اس مفروضہ کے مطابق روزنامہ جنگ میں عوامی الفاظ والی خبروں کی تعدد دوسرے اخبارات کی نسبت نہ ہونے کے برابر ہوگی۔ (مزید تفصیل کے لیے مطالعہ کیجیے جدول نمبر۲۔)

جدول نمبر۳

روزنامہ خبریں اور روزنامہ نیا اخبار کی صحافتی زبان کا تقابلی جائزہ

اخبار کا نام	کل خبروں کی تعداد	عوامی الفاظ والی خبروں کی تعداد	انگلش الفاظ والی خبروں کی تعداد
روزنامہ خبریں ملتان	967	79 8.16%	87 8.99%
روزنامہ نیا اخبار ملتان	781	118 15.1%	74 9.4%

مفروضہ نمبر۴ میں پیشین گوئی کی گئی تھی کہ روزنامہ خبریں میں عوامی الفاظ اور انگلش والی خبروں کی تعداد کا تناسب نیا اخبار کی نسبت کم ہوگا۔ جدول نمبر۳ کے اعداد وشمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ خبریں اخبار میں عوامی الفاظ کا تناسب 8.16% تھا جبکہ نیا اخبار میں یہ تناسب 15.1 فیصد تھا۔

اسی طرح روزنامہ خبریں میں انگلش الفاظ والی خبروں کا تناسب 8.99% تھا۔ جبکہ نیا اخبار میں یہ تناسب 9.4% تھا۔ پس روزنامہ نیا اخبار میں عوامی اور انگلش الفاظ والی خبروں کا تناسب خبریں اخبار کی نسبت زیادہ ہے۔ یہ اعداد وشمار مفروضہ نمبر۴ کو مکمل طور پر درست ثابت کرتے ہیں۔

جدول نمبر۴

مجوزہ اخبارات کی انگلش الفاظ والی خبروں کا تقابلی جائزہ

اخبار کا نام	کل خبروں کی تعداد	انگلش الفاظ والی خبروں کی تعداد	
روزنامہ جنگ ملتان	917	24.14%	224
روزنامہ نوائے وقت ملتان	713	14.4%	103
روزنامہ خبریں ملتان	967	8.99%	87
روزنامہ نیا اخبار ملتان	781	9.4%	74

مفروضہ نمبر۵ میں یہ کہا گیا تھا کہ روزنامہ جنگ میں انگلش الفاظ والی خبروں کا تناسب باقی اخبارات کی نسبت زیادہ ہوگا۔ جدول نمبر۴ کے اعداد وشمار کی رو سے یہ مفروضہ مکمل طور پر درست ثابت ہوا۔ روزنامہ جنگ، نوائے وقت، خبریں اور نیا اخبار میں انگریزی الفاظ والی خبروں کی تعداد کا تناسب، 8.99, 14.44, 24.4 اور 9.4 فیصد بالترتیب ہے۔

جدول نمبر۵

مجوزہ اخبارات کی صحافتی زبان کا مجموعی جائزہ

کل خبروں کی تعداد	عوامی الفاظ والی خبروں کی تعداد		انگلش االفاظ والی خبروں کی تعداد	
3378	6.4%	217	14.4%	488

جدول نمبر۵ کے اعداد وشمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مجموعی طور پر 3378 خبروں کا تجزیہ کیا گیا۔ چاروں اخبارات میں مجموعی طور پر عوامی الفاظ والی خبروں کی تعداد 217 تھی جو کہ 6.4% ہے جبکہ انگلش الفاظ والی خبروں کی تعداد 488 تھی جو کہ 14.4% فیصد ہے۔

روزنامہ نیا اخبار کی صحافتی زبان

روزنامہ نیا اخبار کی صحافتی زبان کا تنقیدی جائزہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ بطور نمونہ چند مثالیں پیش کی جائیں تا کہ اس اخبار کے صفحہ اول پر شائع ہونے والی خبروں میں عوامی اور انگلش الفاظ کی نوعیت کا اندازہ ہو سکے۔ زیرِنظر، سال 2003ء میں شائع ہونے والی خبروں کی چند سرخیاں درج ذیل ہیں۔

- میکوں وڈا بناؤ — ضلعی ناظم بننے کے لیے دوڑ دھوپ (41)
- MOST WANTED — ایف بی آئی کی فہرست سے صدام خارج (42)
- کلے کلے جانواں گے — امریکہ جانے کی تیاریاں (43)
- چالان کرنے پر ڈرائیور کا نکے تھانیدار پر تشدد، وردی پھاڑ دی۔(44)
- ریکوری آپریشن ٹھاہ نادہندگان واسا اہلکاروں پر ٹوٹ پڑے ڈنڈوں سے ٹھکائی۔(۴۵)
- چن میرے مکھناں زرا ہنس کے ایدر تکنا ٹن سرکاری ملازمین کا سٹیج پر بھنگڑا (46)
- دستگیر میتلا تتلیاں سپلائی کرنے میں مصروف، بڑے بڑے ہوٹلوں اور گیسٹ ہاوس میں پارٹیاں موٹی مرغیاں پھانس کر نوٹ بٹورنے لگیں۔(۴۷)
- جی ٹی روڈ تے بریکاں لگیاں نی بلو تیری ٹور ویکھ کے (48)

مندرجہ ذیل سرخیوں میں خط کشید الفاظ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اس اخبار میں جو کہ دوپہر کے وقت شائع ہوتا ہے اور سنسنی خیزی کے لیے معروف ہے۔ ان سرخیوں میں پنجابی، انگلش اور دوسری مقامی زبانوں کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور یہ وہ الفاظ ہیں جو عوام اپنی روزمرہ گفتگو میں استعمال کرتے ہیں اس طرح کے بازاری الفاظ کی معیاری صحافتی زبان میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

روزنامہ خبریں ملتان کی صحافتی زبان

سرخیوں کی چند جھلکیاں۔ روزنامہ خبریں ملتان کے متعلق عام خیال یہ ہے کہ وہ اس خطہ میں پہلا اخبار تھا جس نے عوامیت کو فروغ دیا۔ عوام پسند صحافت اس اخبار کا خاصہ ہے(49)۔ اس اخبار نے روزمرہ گفتگو کی زبان کی آمیزش اردو صحافتی زبان میں شامل کی۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

- ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں۔ — بھارتی خلا باز کلپنا چاولہ کی گجرال سے گفتگو (50)

- ماواں ٹھنڈیاں چھاواں (51)
- محکمہ خوراک 60 برخاست 30 حاضر ملازمین کروڑوں کی ریکوری ٹھپ (52)
- امریکہ برطانیہ میں اسامہ کے پیغام سے تھرتھلی۔ سیکورٹی ہائی الرٹ (53)
- سیاسی اختلافات کو ختم کرنے کے لیے پختون طرز کا تیگہ رکھنا چاہیے۔ (54)
- سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر جہازوں کی لینڈنگ (55)

مندرجہ بالا خط کشید الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرخیوں میں اشعار کے مصرعے، پنجابی اصطلاحات، اور انگلش الفاظ کا استعمال کیا گیا۔ لیکن ان الفاظ کا معیار نیا اخبار کی سرخیوں میں استعمال ہونے والی بازاری اور عوامی الفاظ کی نسبت قدرے بہتر ہے۔ حالانکہ روزنامہ خبریں اور نیا اخبار، دونوں اخبارات لبرٹی پیپرز لمیٹیڈ کے زیر اہتمام ایک ہی مالک و ناشر ضیاء شاہد کی زیر نگرانی شائع ہوتے ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت ملتان کی صحافتی زبان

روزنامہ نوائے وقت کو سنجیدہ صحافت کا علمبردار سمجھا جاتا ہے اخبار کا یہ دعوی ہے" کہ اساس پاکستان، اسلامی نظریات علامہ اقبال اور قائداعظم کے افکار سے نوجوان نسل کو روشناس کرانا اس اخبار کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے"۔(56) ۔گزشتہ چند برسوں سے نوائے وقت ملتان کو اپنی اشاعت کو قائم رکھنے اور بڑھانے کیلئے روزنامہ خبریں سے سخت مقابلہ درپیش ہے۔ چنانچہ کمرشل ازم کے زیر اثر اس اخبار کی زبان و بیان اور خبری انداز میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ چند سرخیاں درج ذیل ہیں۔

- ☆ پاکستان سے دوستی واجپائی امریکی دباؤ پر ٹوپی ڈرامہ کر رہے ہیں۔(۵۷)
- ☆ کراس باڈر ایکٹویٹی پر بھارت کو اگر اقوام متحدہ کی نگرانی قبول نہیں تو امریکہ برطانیہ فرانس چین، روس جس کے ذریعے چاہے جوائنٹ مانیٹرنگ کروائے۔(58)
- ☆ کھیڈاں گے نہ کھیڈن دیاں گے۔ان کے خلاف عوام مدد کرینگے(۵۹)
- ☆ مجلس عمل دونفلوں کی مارہے تو شیخ رشید چار تکبیروں کی(۶۰)

مندرجہ بالا خط کشید الفاظ سے اس تبدیلی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نوائے وقت کی زبان و بیان میں ماضی کی نسبت نسبتاً تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ نیز خبریں اخبار کی ملتان آمد کے بعد نوائے وقت نے اپنے انداز میں کچھ حد تک تبدیلی کی ہے۔

روز نامہ جنگ ملتان کی صحافتی زبان

روز نامہ جنگ اشاعت کے اعتبار سے پاکستان کا سب سے بڑا روز نامہ ہے۔ سنجیدگی، تہذیب وشائستگی اخبار کا خاصہ ہے اخبار کے ایک منتظم مدیر کے مطابق خبر کی زبان و بیان پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ غیر معیاری اور بازاری الفاظ سے احتراز کیا جاتا ہے (61) اگرچہ جا بجا اخباری سرخیوں میں انگریزی کے الفاظ کی آمیزش نظر آتی ہے۔ زیرِ نظر اخبار کی چند سرخیاں پیش کی جارہی ہیں۔

- ☆ خلائی شٹل کی تباہی امریکہ کو وارننگ ہے کہ وہ زمین پر خدا نہ بنے: قاضی (62)
- ☆ رجسٹریشن میں پاکستانیوں کو ریلیف دینے پر غور کی ہدایت کی ہے (٦٣)
- ☆ کلکٹریٹ آف سیلز ٹیکس ملتان کے آڈیٹر کرپشن کے الزام میں گرفتار (64)
- ☆ راجن صالح کو بہترین کیچر کا انعام (65)
- ☆ سیالکوٹ جیل واقعہ سے متعلق فیکٹس فائنڈنگ مشن کی رپوٹ مل گئی چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ 66
بڑے ناموں کی بجائے پرفارمنس پر یقین رکھتا ہوں میاں داد (67)

ان سرخیوں میں خط کشید الفاظ کا بغور جائزہ لینے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگرچہ عوامی الفاظ استعمال نہیں کئے گئے لیکن انگریزی کی وہ اصطلاحات اور الفاظ بھی استعمال کئے گئے جن کے آسان متبادل الفاظ اردو زبان میں موجود ہیں مثال کے طر پر وارننگ کی بجائے خبردار کا لفظ اور پرفارمنس کی بجائے کارکردگی کا لفظ استعمال کیا جا سکتا تھا بہرکیف دوسرے اخبار کی نسبت جنگ اخبار کی صحافتی زبان سب سے بہتر تھی زیرِ نظر ملتان کے اردو اخبارات میں پنجابی اور دوسری زبانو ں کے استعمال ہونے والے عوامی الفاظ کا گوشواری پیش کیا جا رہا ہے یہ الفاظ سال 2003 کے اخبارات سے حاصل کئے گئے ہیں۔

عوامی الفاظ کا گوشوارہ/لسٹ

کھابے	لاکھوں کا ٹیکا	بلو
نکے تھانیدار	سوٹے لگانہ	بریکاں
بھونڈ	عیاش مکڑے	چن ماہی
چھتر پریڈ	وکھری ٹائپ	پتلی حالت
مک مکا	بھنورے	ڈیرے
ٹھپ	کھڈے لائن	ماہی وے
ٹھاہ ٹھاہ	پلسیے	محبتاں
پھڈا	ٹوپی ڈرامہ	سچیاں
لش پش	مال پانی اڑن چھو	ٹھمکے
منتیں ترلے	تیگہ	باں باں کرادی
چھترول	دکی	وسیبی بھرا
جیرابلیڈ	نئے گوڈے ڈلوائے	ٹھپ
لوٹے	ڈبہ پیر	ماواں
ٹن	میکوں	ٹھنڈیاں
چھیاں	کلے کلے جانواں گے	چھاواں
تھرتھلی	لاکھوں کی ویلیں	متھے لگنا
جی آیاں نوں	ڈکار لئے	ٹور
جہاز	ٹھاہ	ہس
تتلیاں	لنگوٹ کس لیئے	مکھنا
بندے مار	کھڑاک	ٹھس
سجناں		

اردو اخبارات میں استعمال ہونے والے انگلش الفاظ و صطلاحات کی لسٹ

Line OF Coflict	لائن آف کنفلکٹ
Position	پوزیشن
Rule Back	رول بیک
Partner ship	پارٹنرشپ
Coverage	کوریج
Dead line	ڈیڈلائن
Bern Center	برن سنٹر
System	سسٹم
Bsuiness	بزنس
Team	ٹیم
Miss guide	مس گائیڈ
Double game	ڈبل گیم
Under threat	انڈر تھریٹ
Long march	لانگ مارچ
Champion	چیمپین
Regular scheme	ریگولرسکیم
Walk out	واک آؤٹ
Dictator	ڈکٹیٹر
Clean sweep	کلین سویپ
Clean bold	کلین بولڈ
Audit	آڈٹ
Anti corruption	اینٹی کرپشن

Confirm	کنفرم
Green signal	گرین سگنل
Control	کنٹرول
Compromises	کمپرومائزز
Boycott	بائیکاٹ
Popular	پاپولر
Warnning	وارننگ
Plan	پلان
Deal	ڈیل
Allotment	الاٹمنٹ
Publicity	پبلسٹی
Culture	کلچر
Corruption	کرپشن
Tout	ٹاؤٹ
Daily wages	ڈیلی ویجز
Weapon	ویپن
Break through	بریک تھرو
Road map	روڈ میپ
Up Gradation	اپ گریڈیشن
Dialouge	ڈائیلاگ
One To One	ون ٹو ون
Guarantee	گارنٹی
Briefing	بریفنگ

Vigelance	ویجی لینس
Copy	کاپی
Horse trading	ہارس ٹریڈنگ
Minister	منسٹر
Stock	سٹاک
Room	روم
High alert	ہائی الرٹ
Mafia	مافیا
Dealer	ڈیلر
Package	پیکج
Refueling	روفیولنگ
Pressure	پریشر
Friendly fire	فرینڈلی فائر
Audio video tape	آڈیو وڈیو ٹیپ
Stylish	سٹائلش
Road	روڈ
Relief	ریلیف
Opposition	اپوزیشن
Human rights	ہیومن رائٹس
Dictation	ڈکٹیشن
Charter of demand	چارٹر آف ڈیمانڈ
Supply	سپلائی
Mission	مشن

Subsidy	سبسڈی
Terror summit	ٹیررسمٹ
Category	کیٹگری
Site	سائٹ
Status co.	سٹیٹس کو
Cross border activity	کراس بارڈر ایکٹیوٹی
Welcome	ویلکم
Joint monitoring	جوائنٹ مانیٹرنگ
Issues	ایشوز
Security	سیکورٹی
Risk	رسک
Reference	ریفرنس
Dummy	ڈمی
Flop	فلاپ
Favourite	فیورٹ
Face	فیس
Entry	انٹری
Policy	پالیسی
Sisters	سسٹرز

ماہرین کی آراءاور حاصل بحث

اردو اخبارات کی صحافتی زبان میں عوامی اور عامیانہ الفاظ کی آمیزش کے رجحان کے بارے میں صحافیوں، ابلاغ عامہ، کے ماہرین اور ماہرین لسانیات سے بالمشافہ گفتگو کے ذریعے رائے معلوم کی گئی۔ پیشہ ور صحافیوں اور درس وتدریس سے وابستہ افراد نے اس ضمن میں ملے جلے ردعمل کا اظہار کیا۔ مثال کے طور پر روزنامہ خبریں کے شعبہ خبر نگاری کے سربراہ رانا پرویز حمید کا یہ خیال تھا کہ روزنامہ خبریں ایک عوامی اخبار ہے اس لئے عوامی زبان استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان کا یہ نقطہ نظر تھا کہ آج کے دور میں صحافت اور ادب مکمل طور پر الگ ہو چکے ہیں چنانچہ ادبی زبان کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ بطور خبر نگاران کا یہ موقف تھا کہ پنجابی اور دوسری مقامی زبانوں کے الفاظ کی آمیزش سے اخبارات موثر انداز میں ابلاغ کا عمل سرانجام دے رہے ہیں۔ (٦٨)

نوائے وقت ملتان کے مدیر جبار مفتی نے اس ضمن میں کہا کہ عالمگیریت کے اثرات اردو زبان پر واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آئے روز انگریزی کے الفاظ اردو زبان میں شامل ہوتے جا رہے ہیں اور اخباری زبان اس رجحان سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ انگریزی الفاظ کے آسان متبادل استعمال کئے جائیں، عوامیت اور عوامی زبان کے استعمال کے متعلق ان کا یہ نقطہ نظر تھا کہ "میں عوامی الفاظ کے استعمال کو منفی تصور نہیں کرتا لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ عامیانہ اور بازاری الفاظ استعمال نہ کئے جائیں"۔ اردو صحافتی زبان میں پنجابی الفاظ کی آمیزش کے متعلق انکی یہ رائے تھی کہ چونکہ نوائے وقت اور خبریں کے مالکان پنجابی ہیں اور ان اخبارات کا آغاز بھی لاہور سے ہوا اور شعبہ خبر وادارات میں کام کرنیوالے صحافیوں کی اکثریت بھی پنجابی زبان سمجھتی ہے تو

شاید یہ ایک وجہ ہوسکتی ہے کہ پنجابی کے الفاظ صحافتی زبان میں استعمال کئے جا رہے ہیں۔ 69

شعبہ ابلاغیات کے استاد ڈاکٹر اشرف خان نے اردو اخبارات کی صحافتی زبان کا تنقیدی جائزہ پیش کرتے ہوئے اس ضمن میں کہا کہ میں بطور ماہر ابلاغیات اس رجحان کو مکمل طور پر مسترد کرتا ہوں میں یہ سمجھتا ہوں کہ عامیانہ اور بازاری الفاظ استعمال کر کے صحافی کوئی خدمت نہیں کر رہے ہیں بلکہ اردو کا حسن تباہ و برباد کرنے کا موجب بن رہے ہیں انہوں نے مزید کہا کہ صحافی زبان و بیان کی بہتری کی طرف توجہ دیں اور انگریزی الفاظ واصطلاحات کا غیر ضروری استعمال ترک کر دیں ان کے خیال کے مطابق روزنامہ جنگ کی صحافتی زبان باقی اردو اخبارات سے قدرے بہتر ہے (٧٠)

معروف نقاد ادیب اور ماہر لسانیات ڈاکٹر انوار احمد نے اس ضمن میں کہا کہ پنجابی اور دوسری علاقائی زبانوں کے الفاظ کی آمیزش سے اردو کے حسن میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا ہے کیونکہ اردو ایک لشکری زبان ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ بازاری پن اور عامیانہ انداز کو بالکل اپنایا جائے ان کا یہ خیال تھا کہ انگریزی کے ایسے الفاظ و اصطلاحات استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جن کے آسان اور عام فہم متبادل فی الوقت وجود نہیں ہے۔(71)

شاعر ادیب اور ماہر لسانیات کیپٹن شہزاد نیئر نے کہا کہ جو صحافی یہ سمجھتے ہیں کہ پنجابی اور انگریزی الفاظ کے مناسب متبادل اردو زبان میں نہیں ہیں، انہوں نے اس ضمن میں کہا کہ "اپنی کم علمی کو زبان کی غربت پر محمول نہیں کیا جاسکتا" عامیانہ پن زبان کو آلودہ کرنے کا باعث ہے۔ انہوں نے کہا کہ زبان کا بگاڑ قوموں کے بگاڑ پر ہوتا ہے ۔مقتدرہ قومی زبان نے اردو کے متبادلات کے سلسلہ میں کافی کام کیا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ صحافی حضرات اس کام سے استفادہ کریں انہوں نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور میں ایک خاص اردو اخبار نے آلودگی زبان کو پروان چڑھانے میں منفی کردار ادا کیا ہے انہوں نے اس ضمن میں مزید کہا کہ اخبارات زبان و بیان کو مزید بہتر بنائیں اور انگریزی الفاظ کا کم استعمال کریں (۷۲)

اس تحقیقی مضمون میں چار اردو اخبارات روزنامہ جنگ، نوائے وقت، خبریں اور نیا اخبار کی صحافتی زبان کا کیفی اور مقداری طریقہ تحقیق کی مدد سے تجزیہ ابلاغی مواد کو بروئے کار لاکر تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے بطور محقق میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی اخبار کی صحافتی زبان کو سمجھنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ اخبار کس طبقہ کیلئے ہے کیا یہ خواص پسند صحافت کا پیروکار ہے یا عوامی اور زرد صحافت کا علمبردار ہے نیز یہ جاننا بھی ضروی ہے کہ آیا کہ یہ اخبار صبح کے وقت شائع ہوتا ہے یا شام کے وقت۔

تجزیہ ابلاغی مواد کے نتائج یہ ظاہر کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ غیر معیاری زبان دوپہر/شام کے اخبار "نیا اخبار" نے استعمال کی اس کی بنیادی وجہ اس اخبار کی خاص پالیسی ہے نیز زیادہ تر یہ اخبار پڑھنے والے نیم خواندہ، کم آمدنی والے اور گلی محلوں میں رہنے والے افراد ہیں سنسنی خیزی، اخبار کا طرہ امتیاز ہے غیر معیاری زبان کے استعمال کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس اخبار میں کام کرنیوالے صحافی اس رجحان کو کافی حد تک درست خیال کرتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں پرنٹ میڈیا کو برقی ذرائع ابلاغ سے سخت مقابلہ درپیش ہے اور کمرشل اِزم کے اس دور میں ان کے خیال کے مطابق اخبارات کو اپنی بقا کیلئے چٹخارے دار زبان استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مختلف صحافیوں سے بالمشافہ گفتگو کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خبریں اور نیا اخبار کے مالکان ایک خاص مزاج کے مالک ہیں۔انہوں نے اردو اخبارات کو نئے رجحانات سے متعارف کروایا، کمرشل ازم کو فروغ دیا۔خبریں اور نیا اخبار کو عوامی رنگ دیا یہ بات بھی کافی حد تک دلچسپ ہے کہ نیا اخبار کی نسبت روزنامہ خبریں کی زبان و بیان قدرے بہتر ہے اس کی وجہ اخبار کے مطلوبہ صارفین اور کچھ حد تک پالیسی میں تبدیلی ہے کیونکہ مقامی مدیر خبریں کے مطابق اخبار کو فیملی اخبار بنانا اس کے مقاصد میں شامل ہے۔بہر کیف یہ حقیقت بالکل عیاں ہے اور تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ روزنامہ خبریں ملتان کی صحافتی زبان نے روزنامہ نوائے وقت ملتان پر بھی اثرات مرتب کئے ہیں اور ان اثرات کا اعتراف نوائے وقت ملتان کے مدیر جبار مفتی نے اپنے انٹرویو میں بھی کیا ہے اگر چہ نوائے وقت کی زبان خبریں اور نیا اخبار سے کافی حد تک بہتر ہے گو کہ پنجابی اور مقامی الفاظ کا استعمال زیادہ نظر نہیں آتا ہے لیکن انگریزی کے الفاظ و اصطلاحات کا کچھ حد تک غیر ضروری استعمال کیا جا رہا ہے جس کا تدارک کیا جانا ضروری ہے۔

تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ روزنامہ جنگ وہ واحد اخبار ہے جس میں غیر معیاری زبان اور با زاری الفاظ بالکل استعمال نہیں کئے جاتے ہیں جنگ اخبار سے وابستہ صحافی محمود شام کے مطابق جب خبریں اور دوسرے اخبارات میں کام کرنے والے خبر نگار جنگ اخبار میں ملازم رکھے گئے تو سب سے پہلے ان کی زبان و بیان پر توجہ دی گئی ان کی تربیت کا خاطر خواہ بندوبست کیا گیا۔(۴۳) یہی وجہ ہے کہ اخبار کی پالیسی کی بدولت زبان و بیان دوسرے اخبارات کی نسبت کافی حد تک بہتر ہے روزنامہ جنگ کی کثیر الاشاعت اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ضروری نہیں ہے صرف عامیانہ اور بازدری الفاظ استعمال سے اخبارات کی مقبولیت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے سنجیدگی اور تہذیب و شائستگی ہی صرف کامیابی کی ضمانت ہے۔

تجاویز

اردو اخبارات کی صحافتی زبان کو بہتر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ درج ذیل تجاویز پر فی الفور عمل درآمد کیا جائے

☆ انگریزی الفاظ کا کم سے کم استعمال کیا جائے صرف انگریزی کے ایسے الفاظ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جن کے فی الوقت متبادل موجود نہیں ہیں۔

☆ سرکاری سطح پر ایسے اقدامات صحافیوں کے باہمی اشتراک سے کئے جائیں جن کی مدد سے صحافیوں کی زبان و بیان میں بہتری کی صورت پیدا ہو۔مثال کے طور پر اس ضمن میں صحافیوں کیلئے تربیتی کورسز کا اہتمام کیا

جائے۔

☆ معیاری نکھری زبان کے استعمال کے سلسلہ میں ضابطہ اخلاق پر درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

☆ "قومی زبان کی ترویج اور پھیلاؤ میں اخبارات کو مثبت کردار ادا کرنا چاہیئے اس کیلئے ضروری ہے کہ اخباری مالکان اخبارات میں اصطلاح سازی ترجمہ کاری اور زبان دانی کے علیحدہ شعبہ جات قائم کریں"(۷۴)

☆ اخبارات ایسے غیر معیاری الفاظ بالکل استعمال نہ کریں جن کی وجہ سے اردو کی خوبصورتی میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ پنجابی، سرائیکی اور دوسری علاقائی زبانوں کے الفاظ کی بے جا اور غیر ضروری آمیزش اردو صحافتی زبان میں نہ کی جائے اس کا ایک حل یہ بھی ہے کہ صحافی حضرات پنجابی اور سرائیکی میں اخبارات جاری کر کے اپنا شوق پورا کر سکتے ہیں۔

☆ اردواخبارات میں ایسی زبان استعمال کیجائے جو آسان اور عام فہم ہو لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ با زاری پن اور غیر معیاری زبان کو فروغ دیا جائے۔ نیز زبان کی صحت اور گرائمر کے قواعد کا خیال رکھا جائے
۔

☆ پروفیسر مسکین علی حجازی کے مطابق انگریزی الفاظ کا ترجمہ کرتے وقت یہ اصول یاد رکھنا چاہیئے بعض صورتوں میں عربی زبان فارسی سے موزوں الفاظ تلاش کرنے چاہیئے کیونکہ اردو کی تشکیل میں عربی اور فارسی کا نمایاں حصہ ہے اگر عربی فارسی اردو کی تشکیل میں رہنے والی دوسری زبانوں میں غیر زبان کی اصطلاح لفظ کا متبادل موجود نہ ہو تو پھر اس لفظ کو من وعن لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۷۵)

المختصر ضرورت اس امر کی ہے کہ سادگی بیان کو اپنایا جائے اور تہذیب وشائستگی تحریر کا خاصہ ہونی چاہیئے۔

حوالہ جات

۱۔ وحید سہیل (1998) صحافتی زبان لاہور: نگارشات پبلیشرز ص۔31۔

۲۔ ایضاً

۳۔ ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا۔ برنارڈ بلاک جارج ایل ٹریگر (والیوم 16) ص 62۔

۴۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹینکا (جلد۱۰) ص 642

۵۔ حسین احتشام انسائیکلوپیڈیا (1981) ہندوستانی لسانیات کا خاکہ، دہلی: ناز پبلشنگ ہاؤس ص ۵۲

۶۔ حسن مہدی (1996) جدید ابلاغ عام، لاہور: مکتبہ کارواں ص 35

۷۔ صدیقی خلیل (2001) زبان کا مطالعہ، کوئٹہ: روبی پبلشرز ص 8۔

۸۔ درانی عطش (1999) ابلاغ میں زبان کا کردار۔ ابلاغ عامہ اسلام آباد۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔ ص 177

۹۔ عالی خالد محمود، احمد عزیز (1996) جدید صحافت تاریخ وفن لاہور: نیو بک پیلس ص 38

۱۰۔ اقبال انجم (2003)ء نئی صحافت لاہور: ڈوگر پبلیشرز ص 237-236

۱۱۔ شیخ ابوواجد (2003)ء نقوش صحافت لاہور: مجید بک ڈپو ص 27

۱۲۔ عالی خالد محمود، احمد عزیز (1996) حوالہ بالا ص 38

۱۳۔ درانی عطش (1999) حوالہ بالا ص 188

۱۴۔ حجازی مسکین علی (1996) صحافتی زبان لاہور: سنگ میل پبلیکیشنز ص 37-39.

15. Walters Roger (1994) Broadcast Writing principles andpractices. New York: McGraw Hill Inc. P. 35
16. Jan. R Hakemulder, Singh, P. P. (1998) Radio and TVJournalism. Delhi: Anmol Publications. PP. 12-13
17. Bhatt Sc (1993) Broadcast Journalism. Delhi: Har Anand Publications. PP. 33-34
18. Hach Clarence (1997) Scholastic Journalism. Iowa Press Building PP 37-38.

۱۹۔ عبدالسراج سید (2003)ء خبر نگاری کے اصول۔ رپورٹنگ اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ص۔ 79-77

۲۰۔ صدیقی عتیق۔(1995) ہندوستان اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں لاہور: سنگ میل پبلیکشنز صفحہ 32-33.

۲۱۔ حجازی مسکین علی(1990) حوالہ بالا ص۔50

۲۲۔ دہلوی انور علی(1991)۔اردو صحافت لاہور: بک ٹاک ص۔27

۲۳۔ جعفری رئیس احمد بمبئی کی صحافت۔(رسالہ اکتوبر1940ء)ص۔378-403 وحید سہیل 1996 حوالہ بالا ص79-78

۲۴۔ حجازی مسکین علی پاکستان و ہند میں مسلم صحافت۔ص86-81

۲۵۔ حجازی مسکین علی(1990) حوالہ بالا ص50

۲۶۔ ایضا

۲۷۔ خورشید عبدالسلام۔صحافت پاک و ہند میں لاہور: مکتبہ کارواں۔ص159

۲۸۔ آنندسوم(1983)ءاردو صحافت انیسویں صدی میں دہلی: آجکل صحافت عز ص10

۲۹۔ حجازی مسکین علی(1989)پاکستان و ہند میں مسلم صحافت کی مختصر ترین تاریخ۔لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ص69

۳۰۔ پاکستان پریس ڈائریکٹری 1991 مطبوعہ پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پاکستان

۳۱۔ ایضاً

۳۲۔ ابلاغ(1999)اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ص176

۳۳۔ شاکر امجد علی(1997)اردو ادب تاریخ وتنقید لاہور: عزیز پبلشرز ص36

۳۴۔ فتح پوری فرمان(1995)زبان اور اردو زبان کراچی: نیاز و نگار ص127, 128

۳۵۔ پاریکھ رؤف،انگریزی بھی محتاج زبان ہے۔ماہنامہ اخبار اردو اسلام آباد: اکتوبر2003

36. Crystal David (1995) The Cambridge Encyclopedia of English language Cambridge. P. 126

37. Guiness the book of words Menser Martin P. 26-27

۳۸۔ خان مسعود(1997)اردو کے عوامی رشتے۔(اردو میں لوک ادب)۔علی گڑھ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ص19

۳۹۔ وحید سہیل(1998) حوالہ بالا ص 44

۴۰۔ غزنوی خاطر۔ ھندکواردوزبان کا ماخذ اخبار اردو اسلام آباد: جولائی اگست 2003ء

۴۱۔ روزنامہ نیا اخبار ملتان: 13 ستمبر 2003

۴۲۔ ایضاً 15 ستمبر 2003

۴۳۔ ایضاً 20 اپریل 2003

۴۴۔ ایضاً 10 اپریل 2003 ء

۴۵۔ ایضاً 2 اپریل 2003ء

۴۶۔ ایضاً 26 اکتوبر 2003ء

۴۷۔ ایضاً 6، اکتوبر 2003ء

۴۸۔ ایضاً 22 جنوری 2003ء

۴۹۔ بحوالہ بالمشافہ گفتگو رانا پرویز حمید۔ چیف رپورٹر روزنامہ خبریں ملتان: 2 دسمبر 2003ء

۵۰۔ روزنامہ خبریں ملتان: 2 دسمبر 2003ء

۵۱۔ ایضاً 26 فروری 2003ء

۵۲۔ ایضاً 22 مئی 2003ء

۵۳۔ ایضاً 15 فروری 2003ء

۵۴۔ ایضاً 16 ستمبر 2003ء

۵۵۔ ایضاً 24 جنوری 2003ء

۵۶۔ بحوالہ بالمشافہ گفتگو جبار مفتی مدیر نوائے وقت ملتان بتاریخ 2 دسمبر 2003ء

۵۷۔ روزنامہ نوائے وقت ملتان: 30 اپریل، 2003ء

۵۸۔ ایضاً 28 اپریل 2003

۵۹۔ ایضاً 17 اپریل 2003

۶۰۔ ایضاً 14 ستمبر 2003

۶۱۔ بحوالہ لیکچر محمود شام۔ منتظر مدیر جنگ کراچی: شعبہ ابلاغیات زکریا یونیورسٹی ملتان۔ بتاریخ 17 اکتوبر 2002

۶۲۔ روزنامہ جنگ ملتان یکم فروری 2003ء

۶۳۔ ایضاً 24 اکتوبر 2003ء

۶۴۔ ایضاً 24 اکتوبر 2003ء

۶۵۔ ایضاً 11 ستمبر 2003ء

۶۶۔ ایضاً 4 ستمبر 2003ء

۶۷۔ ایضاً 3 ستمبر 2003ء

۶۸۔ بالمشافہ گفتگو حوالہ بالا رانا پرویز حمید خبریں ملتان:

۶۹۔ بالمشافہ گفتگو حوالہ بالا جبار مفتی نوائے وقت ملتان:

۷۰۔ بالمشافہ گفتگو اشرف خاں شعبہ ابلاغیات زکریا یونیورسٹی ملتان: بتاریخ 6 دسمبر 2003ء

۷۱۔ بالمشافہ گفتگو انوار احمد شعبہ اردو زکریا یونیورسٹی ملتان: بتاریخ 7 دسمبر 2003ء

۷۲۔ بالمشافہ گفتگو شہزاد نیئر پاکستان آرمی (ملتان) بتاریخ 10 دسمبر 2003ء

۷۳۔ محمود شام حوالہ بالا روزنامہ جنگ ملتان:

۷۴۔ شہزاد نیئر حوالہ بالا ملتان:

۷۵۔ حجازی مسکین علی (1996) ء حوالہ بالا ص 94-93